TQ Lesson 215 Surah Luqman 20-34 tafsir2

آیت نمبر 29- أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَجْرِي إِلَىٰ أَجَلٍ مُسَمًّى وَأَنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ

ترجمہ۔ کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ رات کو دن میں پروتا ہوا لے آتا ہے اور دن کو رات میں؟ اُس نے سُورج اور چاند کو مسخر کر رکھا ہے، سب ایک وقت مقرر تک چلے جا رہے ہیں، اور (کیا تم نہیں جانتے) کہ جو کچھ بھی تم کرتے ہو اللہ اُس سے باخبر ہے

بڑی خوبصورت آیت ہے اور اس میں کائنات کی بعض نشانیوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کیا فرمایا؟ **أَلَمْ تَرَ** کیا تم نہیں دیکھتے؟ اب آپ دیکھئے کہ اللہ رب العزت نے آیت نمبر 20 میں کہا **أَلَمْ تَرَوْا** جمع کا صیغہ استعمال کیا کیا تم نہیں دیکھتے؟ اور یہاں پر **أَلَمْ تَرَوْا** کہنے کی بجائے **أَلَمْ تَرَ** کہا واحد کے صیغے سے کائنات کی بعض نشانیوں کی طرف توجہ دلائی تو آپ یہ بات بھی یاد رکھیں کہ عربی کا یہ بھی ایک انداز ہے کہ کبھی کبھی **أَلَمْ تَرَ** کا خطاب جمع کے لئے بھی آتا ہے مخاطب ایک گروہ ہے اور اس کے ایک ایک شخص کو فرداً فرداً توجہ دلائی جا رہی ہے جیسے آپ سب بیٹھے ہوئے ہیں میں آپ کو کوئی بات کہوں ایک سے کہوں اور ایک ایک سے کہوں کہ کیا تم نے نہیں دیکھا تم نے نہیں دیکھا تو یہ بھی کیا ہے کہ ایک اہمیت اور تاکید کا انداز ہے **أَلَمْ تَرَ** کیا تم نہیں دیکھتے **أَنَّ اللَّهَ يُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ** کہ اللہ تعالیٰ پروتا ہوا لے آتا ہے رات کو دن میں **وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ** اور دن کو رات میں اللہ رب العزت رات کو دن میں اور دن کو رات میں پروتا ہوا داخل کرتا ہوا آ جاتا ہے تو آپ دیکھئے کہ سب سے پہلے **أَنَّ اللَّهَ** ویسے **اللَّهُ** تھا **"هُ "**پر پیش تھی **أَنَّ** نے **" هَ "**کے اوپر زبر دے دی۔ **أَنَّ اللَّهَ** یہ کہ اللہ **يُولِجُ** یہاں پہ **يُولِجُ** کیوں آیا اور **دَخَلَ** کیوں نہیں آ گیا **دَخَلَ** بھی تو آ سکتا ہے **دَخَلَ** کے معنی ہوتے ہیں اندر آنا اور **اَدْخَلَ** داخل کرنا تو یہاں پہ **يُدْخِلُ** آ سکتا تھا لیکن کیا آیا **يُولِجُ** تو **دَخَلَ** یہ عام لفظ ہے اور **وَلَجَ يُولِجُ** اس کے معنی ہوتے ہیں کسی تنگ جگہ میں داخل کرنا **وَلَجَ** کسی تنگ جگہ میں داخل ہونا اور **اَوْلَجَ** کسی مشکل میں داخل ہونا گھسنا، کسی تنگ جگہ میں داخل کرنا آپ پیچھے پڑھ چکی ہیں۔ **إِنَّ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَاسْتَكْبَرُوا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَلَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّىٰ يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ ۚ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِينَ (40- سورة الاعراف)** وہاں پہ **يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ** کا لفظ ہے جنت میں داخل ہونا وہ جنت میں داخل نہ ہو سکیں گے یہاں تک کہ اُونٹ سوئی کے ناکے میں داخل ہو جائے۔ تنگ جگہ میں جب داخل کیا جائے گھسیڑا جائے تو **اَوْلَجَ** کا لفظ آتا ہے تو مراد کیا ہے کہ اللہ تعالی رات کو دن میں دن کو رات میں گھسیڑ دیتا ہے داخل کر دیتا ہے اور آپ دیکھ لیجئے کہ رات اور دن کا یہ ہیر پھیر، رات اور دن کا آنا جانا، رات کا رخصت ہونا پھر اُس کے بعد دن کا طلوع ہونا رات جب ڈھلتی ہے تو ہوتا کیا ہے؟ دن کے طلوع ہونے کی طرف اشارہ ہوتا ہے اور دن جب ڈھلتا ہے پھر کیا ہوتا ہے گویا کہ رات آنے والی ہے اور آپ دیکھئے کہ قرآن مجید میں سورۃ الزمر میں اللہ تعالی کہتے ہیں کہ **خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ ۖ يُكَوِّرُ اللَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ وَيُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَى اللَّيْلِ ۖ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ يَجْرِي لِأَجَلٍ مُسَمًّى ۗ أَلَا هُوَ الْعَزِيزُ الْغَفَّارُ (5- سورة الزمر)** اس نے آسمانوں اور زمین کو برحق پیدا کیا ہے وہی دن پر رات اور رات پر دن کو لپیٹتا ہے اُسی نے سورج اور چاند کو اس طرح مسخر کر رکھا ہے کہ ہر ایک ایک وقت مقرر تک چلے جا رہا ہے جان رکھو، وہ زبردست ہے اور درگزر کرنے والا ہے۔ وہاں پہ ڈھانپنے کے معنی ہیں ڈھانپنا کیا ہوتا ہے آپ دسترخوان بچھاتی ہیں پھر اُس کو ڈھانک دیتی ہیں اُس کو لپیٹ دیتی ہیں کہ ایک چیز کا دوسری چیز پر چڑھ جانا تو کہیں اللہ تعالی **يُولِجُ** استعمال کرتے ہیں کہیں

يُكَوِّرُ استعمال کرتے ہیں تو معنی کیا ہیں کہ رات باندھ دی گئی ہے اور دن اُس کے اوپر آگیا ہے اب دن کو باندھ دیا ہے اکٹھا کر دیا ہے لپیٹ دیا ہے رات اُس کے اوپر آگئی ہے تو رات اور دن کا چکر یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے ہم سے تو ایک چادر بچھ جائے تو وہ اٹھانی مشکل ہوتی ہے تو اتنی بڑی رات کی چادر اتنے بڑے دن کے اُجالے کی چادر اللہ تعالی کیا کرتے ہیں کہ اِس کو بار بار ایک کے اوپر دوسری کے اوپر پہلی اُس کو لاتے چلے جاتے ہیں اور ایسا ہوتا کیوں ہے؟ رات اور دن کی یہ تبدیلی کیوں ہوتی ہے؟ اس لئے کہ زمین اپنی جگہ پر ساکن نہیں ہے سورج اپنی جگہ پر ساکن نہیں ہے دونوں گردش میں ہیں کیونکہ پہلے لوگوں کا یہ خیال تھا کہ زمین اپنی جگہ پر کھڑی ہوئی ہے لیکن بعد میں پھر سائنس نے کہا کہ وہ چکر لگاتی ہے اور یہ رات اور دن کے ہیر پھیر کی بھی وجہ یہی ہے کہ زمین اپنی جگہ پر کھڑی نہیں ہے بلکہ چل رہی ہے اور اس کے چلنے کے باوجود ہم گرتے بھی نہیں ہیں اور اس کے علاوہ یہ جو پورا نظام ہے پھر اس میں ایک تبدیلی آتی ہے اگر زمین اپنی جگہ پر کھڑی رہتی تو یہ رات اور دن تبدیل نہ ہوتے تو یہاں پہ اللہ تعالیٰ رات اور دن کی جو نشانیاں ہیں اس کی طرف متوجہ کرتے ہیں کہ یہ اللہ کی قدرت اور حکمت ہے اللہ تعالیٰ اپنا تعارف کرواتے ہیں کہ یکے بعد دیگرے پوری سرگرمی کے ساتھ ایسے لگتا ہے رات دن کو پکڑنا چاہتی ہے اور دن رات کو پکڑنا چاہتا ہے پوری سرگرمی کے ساتھ ایک دوسرے کے تعاقب میں پوری پابندیِ اوقات کے ساتھ ان کی آمد و ربط جاری ہے اور یہ ایک ایسی نشانی ہے جو میں اور آپ روز دیکھتے ہیں اور ہمیں یہ چیزیں عجیب کیوں نہیں لگتیں اس لئے کہ ہم معمول کے عادی ہو گئے ہیں اور ہم بھول گئے کہ یہ اللہ تعالی نے کیا ہے پھر دوسرا کہا **وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ** کہ مسخر کیا شمس کو اور قمر کو اب آپ دیکھ لیجئے کہ سورج کے لئے **شمس** استعمال ہوا ہے اور **سِرَاجًا** کا لفظ بھی استعمال ہوا ہے تو **وَّهَّاجًا** بھی اللہ تعالی نے کہا ہے تو کبھی اللہ تعالی اس کو **شَمْسَ** کہتے ہیں کبھی **سراج** کہتے ہیں اور کبھی **وھاج** کہتے ہیں کیوں اللہ تعالی نے سورج کے لئے یہ مختلف الفاظ استعمال کیے ہیں ؟ اس لئے کہ جو چاند ہے وہ تو ہے **قمر** اور **قمر** کو کیا کہا؟ منیر تو گویا کہ ایک ایسا وجود ہے جو کہ نور دیتا ہے روشنی دینے والا ہے لیکن چاند کی اپنی روشنی نہیں ہے چاند سورج سے روشنی لیتا ہے سورج کی روشنی جب چاند پر پڑتی ہے تو چاند ہمیں روشن دکھائی دیتا ہے قرآن مجید میں ایک مرتبہ بھی چاند کے لئے **سِرَاجًا وَّهَّاجًا** کے الفاظ استعمال نہیں ہوئے اور نہ ہی سورج کو اللہ تعالیٰ نے **نور یا منیر** کہا ہے تو اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے کہ سورج مختلف ہے اور چاند مختلف ہے۔ **وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ** شمس خوبصورت روشن ،سورج کو اللہ تعالی نے مسخر کیا اور چاند کو بھی مسخر کیا اس کے معنی کیا ہیں ؟ کہ یہ سورج یہ چاند بھی اللہ تعالی کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہیں اور کیوں سورج اور چاند کا خاص طور پر ذکر کیا اور ستارے اور ان چیزوں کا ذکر نہیں کیا؟ اس لئے کہ ہر دور میں کچھ نہ کچھ لوگ کبھی سورج کی پوجا کرتے رہے کبھی چاند کی پوجا کرتے رہے جو چیزیں ان کو روشن نظر آتیں نمایاں نظر آتی اُبھرتی ہوئی نظر آتیں ظاہری یا مادی لوگ اس کے آگے جھکتے رہے تو کہا کہ نہیں یہ سورج اور چاند دونوں کو اللہ نے مسخر کیا ہے ۔ سورج اور چاند کو مسخر کرنے کا مطلب کیا ہے ؟ کہ یہ اللہ تعالی کے نظام کے پابند ہیں اللہ تعالی نے دونوں کی گردش کا ایک طریقہ ایک منزل ایک دائرہ متعین کر دیا ہے ان دونوں کو پتہ ہوتا ہے کہ کہاں سفر ختم ہو رہا ہے اور دوسرے روز کہاں سے شروع کرنا ہے اور کہاں جا کر پھر ٹھہر جانا ہے پھر آگے کیا فرمایا **كُلٌّ يَجْرِي** یہ سب چلتے ہیں **لِأَجَلٍ مُسَمًّى** ایک وقت مقرر تک تو ہر چیز کی اللہ نے ایک مدت مقرر کی ہے اس وقت تک وہ چل رہی ہے سورج ہے چاند ہے کائنات کا کوئی بھی سیارہ ہے ہر ایک کا ایک وقتِ آغاز ہے اور ایک وقتِ اختتام ہے ایسے ہی نہیں حادثے کے طور پر یہ چیزیں وجود میں آگئیں رات ہے دن ہے سورج ہے چاند ہے سب ایک

وقت مقرر تک چل رہی ہیں اس کے معنی کیا ہیں؟ ان سب کا شروع ہونے کا رکنے کا ایک وقت مقرر ہے اور بہت خوبصورت **حدیث** کا مفہوم ہے حضرت ابوذر رضی اللّٰہ عنہ رسول اللّٰہ ﷺ کے پاس موجود تھے تو رسول اللّٰہ ﷺ نے ابو ذر رضی اللّٰہ عنہ سے فرمایا جانتے ہو یہ سورج کہاں جاتا ہے (جب غروب ہوتا ہے تو کہاں جاتا ہے) حضرت ابو ذر رضی اللّٰہ عنہ کہتے ہیں میں نے کہا اللّٰہ اور اس کے رسول ﷺ خوب جانتے ہیں فرمایا اس کی آخری منزل عرشِ الٰہی ہے یہ وہاں جاتا ہے اور عرش کے نیچے سجدہ ریز ہوتا ہے پھر وہاں سے نکلنے کی اپنے رب سے اجازت مانگتا ہے پوچھتا ہے اللّٰہ سے کہ میں پھر طلوع ہوں اللّٰہ اجازت دیتا ہے تو وہ طلوع ہوتا ہے ایک وقت آئے گا کہ اس کو کہا جائے گا **ارْجِعِي مِن حَيْثُ جِئْتِ** تو جہاں سے آیا ہے وہیں لوٹ جا تو مشرق سے طلوع ہونے کی بجائے مغرب سے طلوع ہوگا جیسا کہ قرب قیامت کی علامات میں آتا ہے (یہ صحیح بخاری کی روایت ہے)۔ اس دن اس کو دوبارہ طلوع ہونے کی اجازت نہیں ملے گی اور وہ دن ہوگا قیامت کا اسی طرح حضرت عبداللّٰہ بن عباس رضی اللّٰہ عنہما فرماتے ہیں میں نے عنہما کیوں کہا ؟ دونوں کون؟ ایک حضرت عبداللّٰہ اور دوسرے ان کے والد عباس عبداللّٰہ دو صحابیوں کا نام ہوا نا اس لئے۔ تو وہ فرماتے ہیں سورج **رہٹ** کی طرح ہے دن کو آسمان پر اپنے مدار پر چلتا رہتا ہے مدار کیاہے ؟ جو اس کا دائرہ ہے جس پر اس کو چلنا ہے چلتا رہتا ہے جب غروب ہو جاتا ہے تو رات کو زمین کے نیچے اپنے مدار پر چلتا رہتا ہے یہاں تک کہ مشرق سے طلوع ہو جاتا ہے اسی طرح چاند کا معاملہ ہے۔ **كُلٌّ يَجْرِي إِلَىٰ أَجَلٍ مُسَمًّى وَأَنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ** کہ جو کچھ بھی تم کرتے ہو اللّٰہ اس سے باخبر ہے اب آپ دیکھیں سورۃ لقمان میں کتنی دفعہ اللّٰہ تعالیٰ کا ذکر آیا ہے اللّٰہ کی صفات بڑی خوبصورت ہیں اور زیادہ تر اللّٰہ تعالیٰ نے اپنی ایسی صفات کا ذکر کیا ہے جس میں اللّٰہ کے **علیم ، خبیر، لطیف، بصیر** ایسی صفات کا ذکر ہے **إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ** آیت 23 میں آپ یہ پڑھ چکی ہیں پھر اسی طرح آپ پچھلی آیات کو دیکھیں آیت 16 میں آپ نے پڑھا **إِنَّ اللَّهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ** آیت 15 میں پڑھا **فَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ** تو ایک دفعہ نہیں کئی دفعہ اللّٰہ تعالی اپنا تعارف کرواتے ہیں اور جس میں خاص طور پر اللّٰہ تعالیٰ اپنی ایسی صفات کا تعارف کرواتے ہیں کہ میں جانتا ہوں، مجھے علم ہے، میں دیکھتا ہوں، میں سنتا ہوں، میرے فیصلے حکمت اور قدرت پر مبنی ہیں اور یہاں پہ بھی یہی بات کہی کہ جو کچھ بھی تم کرتے ہو **وَأَنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ** اللّٰہ تعالی اس کو جانتا ہے تو سورج اور چاند رات اور دن تو اللّٰہ کی بندگی کریں اور اے انسان تم شرک کرو اور تم اپنے آپ کو میرے آگے نہ جھکاؤ۔ یہ نشانیاں تو دیکھو اور پھر تم سوچو کہ اللّٰہ ان کو دوبارہ پیدا نہیں کر سکتا کیا یہ اللّٰہ کی ربوبیت کی شان نہیں ہے پھر اللّٰہ کے ساتھ تم کسی دوسرے کو شریک کیوں کرتے ہو جو رب ایسی نشانیاں اور ایسی ایسی بہترین چیزوں کو پیدا کر سکتا ہے تو وہ پھر روز جزا کا مالک کیوں نہیں ہو سکتا

آیت نمبر 30. ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّ مَا يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ الْبَاطِلُ وَأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ
ترجمہ۔ یہ سب کچھ اس وجہ سے ہے کہ اللّٰہ ہی حق ہے اور اسے چھوڑ کر جن دُوسری چیزوں کو یہ لوگ پکارتے ہیں وہ سب باطل ہیں، اور (اس وجہ سے کہ) اللّٰہ ہی بزرگ و برتر ہے

یہ سب کچھ کیوں ہوتا ہے یہ رات دن یہ سورج اور چاند یہ نظام کائنات جو باقاعدگی سے چل رہا ہے ہمارے لئے تو روز گاڑی نکالنا مشکل ہو جاتا ہے برف کے موسم میں برف صاف کرنا مشکل ہو جاتا ہے روز کھانا پکانا مشکل ہو جاتا ہے کبھی پکاتے ہیں کبھی کہتے ہیں کل کا ہی ہم استعمال کر لیں گے جو کام روزانہ کرتے ہیں وہ بھی باقاعدگی کے ساتھ صحیح طریقے سے ایک نظم و ضبط سے کرنا

مشکل ہو جاتا ہے کلاس پتہ ہے کہ 9:30 شروع ہونی ہے لیکن وقت کی پابندی نہیں کرتے ۔ پتہ ہے کہ امتحان ہونا ہی ہے لیکن مشکل لگتا ہے (کیوں کیسے) لیکن اللہ تعالیٰ یہاں پر کہہ رہے ہیں کہ تم دیکھتے نہیں ہو کہ کائنات کے اندر یہ باقاعدگی، یہ پابندی، یہ جو بھی کائنات کے نظام سے اے انسانوں تمہیں فائدہ ہو رہا ہے یہ ربوبیت کی وجہ سے ہے **ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ** کہ اللہ ہی حق ہے وہ معبود حقیقی ہے تمام کائنات کی جو بھاگ ڈور ہے جو نظام ہے وہ تنہا اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے **وَأَنَّ مَا يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ الْبَاطِلُ** اور اسے چھوڑ کر **وَأَنَّ اللَّهَ مَا يَدْعُونَ** اور جسے تم پکارتے ہو تم شریک کرتے ہو **مِنْ دُونِهِ** اس کے سوا وہ کیا ہیں؟ **الْبَاطِلُ** باطل ہیں۔ **دون** کا لفظ کبھی سوا کے معنی دیتا ہے کبھی مقابل کے معنی دیتا ہے کہ تم اللہ کے سوا دوسروں کو اللہ کا مقابل ٹھہراتے ہو یا پھر اللہ کے سوا شریک کرتے ہو تو وہ باطل ہیں۔ تو باطل کا متضاد کیا ہے ؟حق اور حق کا متضاد کیا ہے ؟ باطل ۔کیا بتایا یہاں پہ کہ تم نے جو خود سے فرضی خدا بنا رکھے ہیں کسی کو مشکل کشا کہتے ہو کسی کو بیٹا دینے والا کہتے ہو کسی کو کہتے ہو کہ اس سے یہ مسئلہ حل ہو جاتا ہے داتا گنج بخش، مشکل کشا اور اللہ دتہ کی بجائے تم کہتے ہو پیر دتہ یہ سب باتیں کیا ہیں؟ یہ سب چیزیں باطل ہیں **وَأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ** اور اصل وجہ کیا ہے کہ اللہ بزرگ اور بہتر ہے تو **عَلِيُّ** اس کے معنی کیا ہیں کہ اللہ تعالیٰ بہت بلندیوں والا ہے بالا اور برتر ہے جتنے بھی تمہارے معبود ہیں وہ سب پست ہیں۔ یہ پوری کائنات کا نظام اللہ کی برتری پر اللہ کے **اعلیٰ** ہونے پر دلالت کرتا ہے ، **الْكَبِيرُ** اب آپ دیکھ لیں کہ کبیر بھی بڑے کو کہتے ہیں لیکن **ال** بھی ساتھ آگیا تواس کے معنی کیا ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات بڑی ہی عظیم ہے۔ یہ اس کی قدرت کے، اس کی حکمت کے کرشمے ہیں(رات ، دن ،سورج ، چاند ، یہ پوری کائنات کا نظام) اور اللہ بڑی شان والا ہے اس کی عظمتِ شان اس کا اعلیٰ مرتبہ اس کی بڑائی اس کے سامنے ہر چیز حقیر ہے، ہر چیز پست ہے تو یہاں پہ اللہ تعالیٰ مشرکین کے شرک کو(سورج اور چاند کے وہ پجاری تھے) رد کرتے ہیں توحید کے دلائل دیتے ہیں۔پھر آپ دیکھئے یہاں پہ اللہ رب العزت ان لوگوں کو جو اللہ کی بندگی نہیں کرتے اور شرک کرتے ہیں اور کبر کرتے ہیں اس پر تنبیہ کرتے ہیں

آیت نمبر 31۔ أَلَمْ تَرَ أَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللَّهِ لِيُرِيَكُمْ مِنْ آيَاتِهِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ
ترجمہ۔ کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ کشتی سمندر میں اللہ کے فضل سے چلتی ہے تاکہ وہ تمہیں اپنی کچھ نشانیاں دکھائے؟ در حقیقت اس میں بہت سی نشانیاں ہیں ہر اُس شخص کے لئے جو صبر اور شکر کرنے والا ہو

أَلَمْ تَرَ أَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِي فِي الْبَحْرِ کیا تم نہیں دیکھتے پھر **أَلَمْ تَرَ** ایک ایک کو پکڑ کر سوچنے سمجھنے کی دعوت دی جارہی ہے مغروروں کو تنبیہ کی جارہی ہے اب کشتی کی مثال دے کر جو مخاطب ہیں ان کی توجہ اس حقیقت کی طرف دلائی جارہی ہے کہ ذرا غور تو کرو کہ **أَنَّ الْفُلْكَ** کہ کشتی اور **فلک** کسے کہتے ہیں یہ اسم جنس ہے واحد جمع ،مذکر مؤنث سب کے لئے آتا ہے ایک کشتی ہے زیادہ کشتیاں ہیں اور بہت بڑی ہو تو جہاز کے معنی بھی دیتی ہے تو یہ جو کشتی ہے **تَجْرِي فِي الْبَحْرِ** چلتی ہے سمندر میں **بَحْرِ** میں تو سمندر کے اندر کشتی کیا کرتی ہے؟ کشتی چلنے لگتی ہے **بِنِعْمَتِ اللَّهِ** اللہ کی نعمت سے اللہ کے فضل سے اور آپ کو پتہ ہی ہے کہ نعمت بھی اسم جنس ہے سمندر کے اندر کشتی کا چلنا لوگوں کوئی معمولی بات تھوڑی ہے یہ اللہ کا بڑا فضل ہے یہ اللہ کا بڑا کرم ہے اب آپ دیکھیں کہ پانی کی خاصیت کیا ہے پانی میں اگر آپ کوئی وزنی چیز ڈالتی ہیں پتھر ڈالتی ہیں تو وہ اندر ڈوب جاتا ہے آپ کوئی چیز پھینکتی ہیں تو وہ اس کے اندر چلی جاتی ہے۔ اگر وہ چیز جس کا وزن کم ہے یا ہلکی

ہے تو وہ پانی کے اوپر تیرتی ہے لیکن اب یہاں یہ دیکھیں کہ کشتیاں اور جہاز پانی کی سطح پر چلتے ہیں پانی ہے مائع اور کشتیاں اور جہاز کتنے بھاری ہوتے ہیں، کتنے بڑے بڑے ہوتے ہیں، کتنے وزنی ہوتے ہیں تو اللہ تعالی یہاں یہ یہ بات بتانا چاہتے ہیں کہ جہاز اور جو کشتیاں ہیں اتنے بھاری ہونے کے باوجود سمندر کے سینے کو چیرتے ہوئے سمندر پر چلتے ہیں تو لوگوں کیا یہ اللہ کی قدرت کی نشانی نہیں ہے **بِنِعْمَتِ اللَّهِ** اللہ کے فضل سے، اللہ کی نعمت سے۔ یہ جو بحری سفر ہیں یہ جو جہاز ہیں اور سمندر کی طغیانیوں میں اور سمندر جو ہولناک ہے اس کے اندر انسان جو سفر کرتا ہے اللہ تعالی نے انسان کو ایسے ذرائع وسائل دیئے ایسی اس کو عقل اور فن دیا کہ اس نے پانی کو مسخر کیا اور پھر اس میں اپنے جہازوں کو چلانا شروع کیا تو یہ جو کشتیاں چلتی ہیں یہ تمہارے فن کی مہارت کی وجہ سے نہیں بلکہ یہ **بِنِعْمَتِ اللَّهِ** اللہ کے فضل سے **لِيُرِيَكُمْ** تاکہ وہ تمہیں دکھائے **مِنْ آيَاتِهِ** اپنی کچھ نشانیاں۔ تو یہاں پر جو بات اللہ رب العزت بتانا چاہتے ہیں جس بات کو سمجھانا چاہتے ہیں وہ کیا ہیں کہ یہ اللہ کی قدرت کی نشانیاں ہیں اللہ تعالی اگر چاہیں تو کشتیاں اور جہاز ڈوب بھی سکتے ہیں۔ سمندر کے اندر طوفان آجائے آندھی آجائے موجیں تلاطم خیز ہو جائیں تو فوراً سمندر کے اندر جو جہاز ہیں کشتیاں ہیں انسان ہیں وہ ایک ہی ٹکر سے ایک ہی چوٹ سے ایک ہی طغیانی سے ڈوب کر رہ جائیں تو انسان جو خیریت کے ساتھ اپنے سفر کو پورا کر لیتا ہے تو یہ کیا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی توفیق ہے یہ اللہ کا فضل ہے اور اللہ کا فضل، اللہ کی نعمت جب ملے تو پھر کرنا کیا چاہئے؟ شکر ادا کرنا چاہئے **إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ** بے شک اس میں نشانیاں ہیں **لَآيَاتٍ** ایک نشانی نہیں کہا بلکہ اس میں بہت سی نشانیاں ہیں اور یہ جو بہت سی نشانیاں ہیں یہ کن لوگوں کو ملتی ہیں ؟ جن کے اندر دو صفات ہوتی ہیں ہر **صَبَّارٍ** اور ہر **شَكُورٍ** کے لئے اور آپ دیکھ لیں یہ جو نشانیاں ہیں ان نشانیوں سے مراد کیا ہے کہ انسان سمندر کی طغیانی سے جب باہر آئے تو پھر وہ فلاح کے راستے کو پا لے جب کشتی ڈولنے لگے جب جہاز ڈوبنے لگے جب سمندر کی لہروں کی گرداب میں وہ پھنس جائے اور اس وقت حالات اتنے ناسازگار ہوتے ہیں کہ انسان سارے خداؤں کو چھوڑ کر سارے معبودوں کو چھوڑ کر توبہ توبہ کرتا ہے ایک اللہ کو پکارتا ہے اور جونہی انسان خشکی پر واپس آ جاتا ہے تو پھر وہ دوبارہ شرک کرنے لگتا ہے یہ کیسی عجیب بات ہے کون سے صحابی تھے جنہوں نے کہا کہ جو بات سمندر کی طغیانیوں میں سمجھ میں آئی وہ خشکی پہ سمجھ نہ آئی۔ وہ کون تھے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ یہ ابو جہل کے بیٹے تھے اور آپ دیکھ لیجئے کہ یہاں پر بھی جو بات بتائی جا رہی ہے کہ کشتی کے اندر مسافروں کو بہت سے مختلف حالات پیش آتے ہیں تو ان سے سبق لینا چاہئے۔ دنیا کی کشتی جس کے ہم سب مسافر ہیں خشکی کے بھی ہم مسافر ہیں اور سمندر کے بھی مسافر ہیں تو یہاں پر بھی ہمیں بہت سے حالات پیش آتے ہیں تو سفر خشکی کا ہو یا سمندر کا ہو تو سفر کے اندر جو آزمائشیں پیش آئیں گی کیونکہ مسافر کو ہر طرح کے حالات پیش آتے ہیں آپ میں سے کبھی کسی کو سمندر کے سفر کا اتفاق ہوا۔ ہاتھ کھڑا کریں کتنے لوگوں کو ہوا اچھا تین چار پانچ لوگوں کو ہوا ۔ چلیں آپ نے کشتی کا سفر کیاہے تو آپ دیکھیں کہ اس کے اندر ہوتا کیا ہے مجھے سمندر کے سفر کا اتفاق ہوا امریکہ کے اندر کچھ گھنٹوں کا سفر تھا اور وہ کیپ **کوڈ cape cod** کا علاقہ تھا اور اس میں ہم گئے تھے کیوں گئے تھے؟ وھیل مچھلی دیکھنے کے لئے یہ بھی اللہ کی قدرت کی نشانی ہے کہ اس کو بھی دیکھا جائے جو وھیل مچھلی ہے اس کو وہ دکھانا چاہتے تھے کہ وہ باہر نکلتی ہے اور وہ ناچتی ہے ناچنا وغیرہ تو کوئی نہیں تھا لیکن بہرحال بہت بڑی بڑی وھیل نکلیں اور پھر وہ کچھ دیر رہیں اور پھر وہ اندر چلی گئیں بہرحال لوگ خوراک وغیرہ بھی ڈالتے ہیں اور جو جہاز کا پائلٹ تھا اس کو پتہ تھا کہ کب آتی ہے اور کون کونسی جگہوں پر یہ پائی جاتی ہے تو بہرحال اصل بات کیا کہ جب سمندر کے اندر ہیں آپ خشکی پر نہیں ہیں

حالانکہ موت خشکی پر بھی آ سکتی ہے لیکن اس وقت دل کی حالت کیا ہوتی ہے دل کا **زیرو بم** (اتار چڑھاؤ) کیسا ہوتا ہے کیسا دل دھک دھک کرتا ہے کہ خیریت سے پہنچ جائیں ایک دفعہ سمندر سے عام سفر ہے ابھی کوئی طغیانی نہیں ہے اور جب طغیانی ہو طوفان ہو تو اس وقت کیا ہے کہ موجوں کے تھپیڑے جہاز اور کشتی کو بالکل الٹا کرنے لگتے ہیں ایسے لگتا ہے کہ بس اب یہ اُلٹ جائے گی اوندھی ہو جائے گی اس وقت انسان کیا کرتا ہے جب حادثات ہونے لگیں خشکی کے سفر میں حادثہ ہونے لگے کہ بس اب حادثہ ہو گیا اور ہو گیا یا کوئی سخت قسم کی بیماری کا پتہ چلے ابھی کل ہی ایک عورت کینسر کے مرض میں فوت ہوئی اور پیٹ کا کینسر تھا اور کہتے ہیں کہ بہت بری حالت تھی تین ماہ تقریباً وہ عورت زندہ رہی اور پھر اللہ کی قدرت سے ناف کے پاس خود ہی سوراخ ہو گیا جس سے اس کے اندر سے گندگی پانی وغیرہ نکلتا تھا(تعفن ،بدبو) اس کا شوہر وہاں پہ مرہم پٹی کرتا تھا بیٹی کو نہیں کہتا تھا بلکہ خود ہی کرتا تھا تو آپ سوچیں کہ شوہر بھی اللہ کی اتنی بڑی نعمت ہے کہ کیسے بیوی کا ساتھ دیا اور کینسر کی بیماری کے بارے میں آپ کتنی کثرت سے اب سن رہے ہیں اور بس ایسے ہی ہے دو مہینے چار مہینے ایک سال اور پیٹ کا جو کینسر ہے یہ بہت زیادہ خطرناک ہے بہت تیزی سے پھیل جاتا ہے اور اللہ چاہے تو شفا بھی دے دیتا ہے تو ایسے میں انسان کو کسی ایسی موذی بیماری کا پتہ چلے آنت کا کینسر ہے یا پیٹ کا کینسر ہے کسی کو زبان کا کینسر ہوا آپ نے سنا کچھ ہی عرصے میں پھر وہ آدمی بھی فوت ہو گیا بڑی عبرت کی موت تھی بڑی درناک اذیت کی موت تھی اس کی بھی کچھ کھا نہیں سکتا کچھ چکھ نہیں سکتا زبان کا کینسر ہے۔ عجیب عجیب بیماریاں پتہ چلتی ہیں اور دور دور تک کوئی امید کی کرن نظر نہیں آتی تو انسان ایسے میں مایوس ہو کر پھر کس کو پکارتا ہے اللہ کو پکارتا ہے تو کیا کہا **إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ** کہ اس میں بے شک بہت سی نشانیاں ہیں۔ بہت سی نشانیوں سے کیا مراد ہے ؟ کہ جب انسان مصیبت میں ہو جب انسان طوفان میں گھِر جائے تو پھر وہ توحید کو پائے کہ اس مصیبت طوفان سے کس نے بچایا اللہ نے بچایا بتوں نے تو نہیں بچایا انسان کے نفس اور خاندان کی رسم و رواج نے تو نہیں بچایا دوستوں نے نہیں بچایا اولاد نے اور شوہر نے نہیں بچایا اصل میں شفا کس کے ہاتھ میں ہے؟ اللہ کے ہاتھ میں ہے تو یہ ہے بات **لِكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ** ہر صبر کرنے والے اور شکر کرنے والے **صَبَّارٍ** بھی مبالغے کا صیغہ ہے یہ **فَعَّالٌ** کے وزن پر ہے مبالغے کا صیغہ ہے اس کے معنی کیا ہیں بہت زیادہ صبر کرنے والا تو عام شخص ان آزمائشوں سے نکل نہیں سکتا بلکہ کون شخص نکلے گا جو بہت زیادہ صبر کرنے والا ہے اور **شَكُورٍ** کے معنی کیا ہیں؟ بہت زیادہ شکر کرنے والا **شکُورٌ** جو ہے **فَعُوْلٌ** کے وزن پر ہے۔صفت کا یہ صیغہ ہے اور یہ مبالغے کے اوزان میں سے ہے مذکر مؤنث دونوں کے لئے **شَکُورٍ** کا لفظ استعمال ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ان لوگوں کو نوازتی ہے اور جو نشانیوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں وہ کون سے لوگ ہوتے ہیں؟ جو بہت زیادہ صبر کرنے والے ہوتے ہیں اور بہت زیادہ شکر کرنے والے ہوتے ہیں تو نشانیاں دیکھ کر توحید کو پا لینا توحید پر مضبوطی سے جم جانا یہ ہے اصل چیز تو **صَبَّار** ہوتے کون ہیں؟ جم جانے والے، رک جانے والے، ثابت قدمی دکھانے والے حالات ناگوار ہیں یا خوشگوار ہیں، سخت ہیں یا نرم ہیں، اچھے ہیں یا برے ہیں تمام حالات میں ایک جو صحیح عقیدہ ہے اس پر قائم رہنے والے ہیں تو اب یہ نہیں ہوتا کہ برا وقت جب آتا ہے تو وہ پھر بتوں کے آگے جائیں اور نذر و نیازیں دیں اور پھر شرک کرنے لگیں۔ نہیں پھر وہ کیا کرتے ہیں اچھے حالات ہوں یا برے حالات وہ اللہ کے آگے جھکے رہتے ہیں اچھا ایسا بھی نہیں ہوتا کہ جب برے دن آئیں جب مصیبت کی ایک چوٹ پڑے آزمائش کی ایک چوٹ پڑے تو اللہ کو کوسنے لگیں یا اسلام کو برا بھلا کہنے لگیں موت کی خبر سنی بہت عزیز تھا کوئی قریبی تھا اور انسان اللہ کو برا بھلا کہنے لگے اسلام کو برا بھلا کہنے لگے یا یہ کہ اپنی قسمت کو کوسنے لگے قسمت کیا ہے کون بناتا ہے اللہ ، تو گویا کہ

بعض لوگ زمانے کو برا کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے کہا زمانے کو برا نہ کہو زمانہ اللہ کے ہاتھ میں ہے تو اصل بات کیا ہے؟ کہ وہ **صَبَّارٍ** ہیں بغیر صبر کے مسلمان نہیں بنا جا سکتا۔ میں ہوں یا آپ ہوں اور یہ صبر ایک دن اور دو دن کی بات نہیں ہے ایک گھڑی اور دو گھڑی کی بات نہیں ہے ساری زندگی صبر کرنا ہے جوانی میں بھی بڑھاپے میں بھی اخلاق میں بھی کردار میں بھی مثلاً آپ کی دو ساتھیوں نے چہرے کے پردے سے اپنی زندگی کا آغاز کیا ہے سورۃ النور پڑھنے کے بعد ، بعض لوگ جلباب تو پہنتے ہیں لیکن چہرے کو ڈھانپتے نہیں ہیں لیکن جب ان کے سامنے اللہ تعالی کے احکامات آئے ان کو یہ پتہ چلا کہ اس سے دین کا منشا پورا ہوتا ہے اور جب تک کہ چہرے کو ڈھانپا نہ جائے تو پردے کا مقصد پورا نہیں ہوتا۔ ماشاءاللہ وہ عمل کی ننگی تلوار بن گئیں اور انہوں نے ماشاءاللہ پردہ کرنا شروع کیا اور میں مستقل اس بات پہ سوچ رہی تھی کہ آغاز بڑا آسان ہے پہلا قدم اٹھانا بڑا آسان ہے ساری زندگی قدم اٹھاتے چلے جانا بہت مشکل ہے ۔پردہ کر لیا ہے اب ساری زندگی کرتے رہیں یہ ہے اصل بات کیونکہ بہت سے لوگ ہیں چہرے کا پردہ کرنا شروع کرتے ہیں پہلی ہی چوٹ پڑتی ہے پھر اس کو اتار دیتے ہیں اور یہ چیز اسلام کے لئے بڑی نقصان دہ ہے لوگ کہتے ہیں اچھا تھوڑے ہی دنوں کا جوش ہے اتر جائے گا پھر بہت سے لوگ جو پہلے پہنتے تھے اور جب وہ اتار دیتے ہیں تو اس سے دین اسلام کو بڑا نقصان ہوتا ہے یہ بڑا ہلکا کردار ہے اب اللہ تعالیٰ کو تو پتہ تھا کہ دین اسلام پر عمل کرنے والے کینیڈا امریکہ میں بھی رہیں گے بعض لوگ کہتے ہیں امریکہ اور کینیڈا میں اس پر عمل نہیں ہو سکتا اگر دین پر عمل کرنا تھا تو پاکستان سے کیوں آئے تھے ساری دنیا اللہ کی ہے اور آپ دیکھیں کہ پھر بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے پردہ شروع تو کر دیا لیکن جب ہم نے دیکھا کہ مخالفت بڑی ہے اور باقی لوگ نہیں کر رہے تو پھر ہم نے بھی اتار دیا مجھے آپ ایک بات کا جواب دیں کہ آپ میں سے کتنے لوگ ہیں جو پہلے پردہ کرتے تھےاب نہیں کرتے۔ ہاتھ کھڑا کریں۔ اب دیکھیں آپ میں سے کچھ لوگ ہیں جو پہلے جلباب پہنتے تھے اور اب نہیں پہنتے تو آپ نے جب یہ دیکھا کہ ماحول اس سے ہٹ کر ہےلوگ نہیں پہن رہے تو آپ نے بھی اتار دیا۔ تو کیا جو جلباب پہننے والے ہیں ان کو دیکھ کر دوسرے لوگوں نے جلباب پہنانا شروع کر دیتے ہیں تو جب لوگ جو ننگے ہیں جو بدن بھی نہیں ڈھانپتے جلباب پردہ تو دور کی بات ہے وہ عبایا پہننے والے کو دیکھ کر پہنا شروع نہیں کرتے تو پھر آپ عبایا جلباب اتارنے والوں کو دیکھ کر اتار کیوں دیتے ہیں ٹھیک ہے نا تو سبقت تو نیکی میں کرنی چاہئے برائی میں کیا سبقت کرنی اور یہ دور بھی کونسا ہے کہ نیکی سر چھپا کے چل رہی ہے اور بدی دندناتی پھرتی ہے اور ایسے میں کوئی ایک اسلام کے حکم کو لے کے اٹھے گا اور چلے گا تو کیا ہے کہ اس نے اسلام کو مضبوط کیا اور یہ وہ دن ہیں آپ سمجھ لیجئے کہ اسلام کی ایک سنت کو زندہ کرنا جیسے زمین میں گاڑھی ہوئی لڑکی کو زندہ کرنا ہے یا پھر یہ کہ 100 سرخ اونٹوں کو کوئی اللہ کے راستے میں دے دے تو اس کا ثواب ملے گا کہ اللہ کی سنتیں اسلام کی قدریں کم ہوتی جارہی ہیں اسلام ذلیل ہو رہا ہے اور ایسے میں آپ میں سے کوئی اٹھتا ہے اور اسلام کے جھنڈے کو پکڑتا ہے کوئی بھی ہو سکتا ہے بہت سی باتیں ہیں مثلاً ہمیں حلال پر قناعت کر لینی ہے اس پر صبر کریں پھر جم جائیں پھر برداشت کریں۔ آپ نے پردہ کرنا شروع کیا پھر جم جائیں پھر ڈٹ جائیں کوئی آپ کو یہ بھی طعنہ دے گا اچھا یہ تو کرنا شروع کر دیا فلاں فلاں کام تو کرتی نہیں آپ نے غصے میں آکر وہ بھی اتار دیا کہ چلو میں تو اتنی کمزور ہوں فلاں فلاں کام تو کرتی نہیں اس نے یہ طعنہ دے دیا ہے اور آپ نے شیطان کا وسوسہ اور اس کی جو چال تھی اس کو زندہ کر دیا **إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ** شد اگر نہ ہوتی اور خالی یہ ہوتا کہ ان کے اندر صبر ہوتا ہے یہ والی بات نہیں **صَبَّارٍ** بہت زیادہ صبر کرنے والے اور دوسری بات ہے **شَكُورٍ** بہت زیادہ شکر کرنے والے اور شکر کرنے کے کیا

معنی ہوتے ہیں؟ بڑا شکر کرنے والے اور شکر آپ پہلے ہی پڑھ چکی ہیں کہ شکر کے اندر اعتراف نعمت ہوتا ہے آپ نے سبق میں پڑھا اللہ رب العزت کہتے ہیں حضرت لقمان علیہ السلام کو ہم نے حکمت عطا کی تھی کیوں حکمت عطا کی تھی ؟ **أَنِ اشْكُرْ لِلَّهِ** کہ وہ اللہ کا شکر گزار ہو اور جو کوئی شکر کرے گا **وَمَنْ يَشْكُرْ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ حَمِيدٌ** (16) اور جو کوئی شکر کرے گا تو اس کا شکر اپنے ہی لئے ہے شکر کسے کہتے ہیں ؟ اعتراف نعمت کو اور یہ پہلا سبق ہے شکر کا یہ پہلی سیڑھی ہے شکر کی اور جو کوئی نعمتوں کا اعتراف نہیں کرتا وہ کبھی بھی نعمتوں کا شکر نہیں کر سکتا تو سب سے پہلے کیا ہے کہ نعمتوں کا اعتراف کرنا شروع کریں اور شکر کرنے والے کون ہوتے ہیں ؟ جو نعمتوں کو پہچانتے ہیں جو نعمتوں کو محسوس کرتے ہیں جو نعمتوں کا اعتراف کرتے ہیں ان کی قدر کرتے ہیں اور پھر اس کے بعد وہ اللہ کے آگے اپنے آپ کو جھکا دیتے ہیں یہ ہے **شَكُورٍ** شکر کرنے والے ہوتے ہیں تو شکر اس وقت تک پورا نہیں ہوتا جب تک اعتراف نعمت نہ ہو اس کے ساتھ آپ + کا نشان لگا کر لکھیں اظہار نعمت تو اعتراف نعمت میں دل اور دماغ شامل ہوتا ہے کہ دل ایک بات کو جب مانتا ہے دماغ اس کے بارے میں سوچتا ہے تو پھر اس کا اظہار ہوتا ہے اظہار کیسے کرتے ہیں ؟ زبان سے کرتے ہیں اور پھر اپنے جوارح سے کرتے ہیں لسان سےاور جسم کے باقی اعضاء سے ۔ پہلے قلبی شکر ہوتا ہے پھر لسانی اور پھر عملی اور عملی میں پورا جسم شامل ہو جاتا ہے تو شکر پھر کس کس کا کرنا ہے ؟ اللہ کا اور اللہ کے بندوں کا بھی اور ہمیں بھی شکر کرنا چاہئے اور سب سے زیادہ ہم پر کس کے احسانات ہیں اللہ کے بعد ؟ والدین پھر شوہر پھر استاد (صحیح ہے یہ بات) ۔تو آج کا کام کیا ہے؟ اللہ کے احسانات کو سب سے پہلے محسوس کریں ،ان کا اعتراف کریں ،پھر اسی طرح والدین کے جو ہم پہ احسانات ہیں ان کو محسوس کریں، ان کا اعتراف کریں والدین نہ ہوتے تو میرا اور آپ کا وجود ہی نہ ہوتا ، پیچھے آپ نے پڑھا نا کہ **وھن** پہ **وھن** کر کے ماں نے مجھے اور آپ کو جنم دیا پھر آپ دیکھ لیجئے کہ اس کے علاوہ شوہر کے کتنے احسانات ہیں کتنا بھی برا سہی لیکن شوہر کے مجھ پر اور آپ پر بہت سے احسانات ہیں ویسے تو شوہر بہت اچھے ہیں ماشاءاللہ اور بہت سے لوگوں کے بہت اچھے ہیں لیکن ہم میں سے بہت سی عورتیں نا شکری کرتی ہیں۔ میں اور آپ بھی اس میں شامل ہو سکتی ہیں تو آپ یہ بات دیکھیں کہ اگر شوہر نہ ہوتا تو میں اپنے گھر کے اندر ہی ہوتی پھر اگر شوہر نہ ہوتا میرے پاس اولاد کہاں سے آتی اگر شوہر نہ ہوتا تو میرا گھر کہاں سے ہوتا اور بہت سی باتیں تو اللہ کے احسانات والدین کے شوہر کے اور بہت سے لوگوں کے احسانات تو ہم پہ لوگوں کے بہت سے احسانات ہیں لیکن ہم ان کا اعتراف نہیں کرتے تو اعتراف نہ کرنا یہ نمک حرامی ہے، اعتراف نہ کرنا نعمت کو نہ پہچاننا ہے ، تو کیا کرنا ہے شکور بن جانا ہے شکر کرنے والا اور شکر کرنے کے لئے کیا ہے کہ دل کے اندر اس کے لئے محبت کے جذبات ہوں نعمت کو جب پہچانیں گے تو دل کے اندر محبت کے جذبات ہوں گے نا تو یہ ہے اصل بات کہ میں اور آپ تکلیفوں میں صبر کرنے والے، راحت اور خوشی میں اللہ کا شکر کرنے والے۔ اچھا بتائیے کہ دونوں میں سے مشکل کون سی صفت ہے **صَبَّارٍ** یا **شَكُورٍ۔** **صَبَّارٍ** کتنے لوگ کہتے ہیں کہ صبرمشکل ہے وہ ہاتھ کھڑا کریں اور **شَكُورٍ** کتنے لوگ کہتے ہیں کہ شکر مشکل ہے زیادہ لوگ کہہ رہے ہیں کہ شکورٍ مشکل ہے علماء کی زیادہ تر رائے یہ ہے کہ **شَكُورٍ** کی صفت زیادہ مشکل ہے **صَبَّارٍ** سے **شَكُورٍ** کی صفت مشکل ہے یہ سلف صالحین کی اور علماء کی رائے ہے کیوں؟ اس کی اصل میں یہ وجہ ہے کہ جب سر میں درد ہوتا ہے تو ہمیں پتہ ہوتا ہے کہ سر میں درد ہو رہا ہے اب مجھے صبر کرنا ہے یعنی ایک مصیبت جب آتی ہے تکلیف، بیماری، پریشانی تو وہ مصیبت، تکلیف، پریشانی جو ہے وہ ہمیں احساس دلاتی ہے کہ میں اور آپ بڑے دکھ میں ہیں رو رہے ہیں، پریشان ہیں، واویلا ہے آہیں بھر رہے ہیں، دامن پھیلا

رہے ہیں جھولی اٹھا رہے ہیں پتہ ہے کہ ایک آزمائش میں ہیں صبر کرنا ہے اور صبر نہیں ہو رہا اس لئے کہ صبر بڑا مشکل ہے۔ دوسری ہے نعمت شکر کی نعمت ،نعمت جب شکر کی ہوتی ہے تو ہوتا کیا ہے؟ نعمتوں کی کثرت ہوتی ہے نعمتوں کی فراوانی ہوتی ہے نعمتوں کی بارش ہوتی ہے اور اکثر اوقات جب نعمتوں کی فراوانی اور بارش ہوتی ہے تو پھر انسان **فَرِحَ** کی روش پر آنے لگتا ہے **مَرَحًا** بن جاتا ہے پھر مختَالٍ بن جاتا ہے پھر **فَخُوْرٍ** بن کے بجنے لگتا ہے فخر کرنا آپ نے کل فَخَّار پڑھا تھا نا بجنے والی ٹھیکری جیسی مٹی سے انسان کو پیدا کیا گیا تو انسان کیا کرتا ہے تھوڑی سی نعمتوں کے ملنے پر فخر اور غرور کر کے کبر کا شکار ہو کہ اللہ کی بندگی کی حدوں سے نکلنے لگتا ہے وہ سمجھتا ہے یہ سارا کچھ میرا اپنا کیا دھرا ہے یہ میرا کمال ہے یہ میری قابلیت ہے یہ میری وجہ سے ایسا ہو گیا کبھی بچوں کی تربیت پر اس کا دل دماغ پھولا نہیں سماتاکبھی دولت کے ملنے پر کبھی اچھی نوکری کے ملنے پر کبھی اچھا گھر ملنے پر وہ کہتا ہے کہ یہ سب کچھ میرا کمال ہے، اس کی "میں" اس کے پاؤں کو زمین پر ٹکنے نہیں دیتی اس کو احساس نہیں ہوتا کہ یہ بھی ایک آزمائش ہے ایک دکھ کی آزمائش ہے ایک سکھ کی آزمائش ہے اور سکھ کی آزمائش زیادہ سخت ہے کہ احساس نہیں ہوتا کہ یہ بھی آزمائش ہے تو بہرحال پھر کرنا کیا چاہئے شکر کریں گے تو صبر پیدا ہوگا نا احساس ہوگا کہ اللہ نے نعمتیں دی ہیں تو پھر ہم صبر کریں گے دونوں نعمتیں اہم بھی ہیں ضروری بھی ہیں اور دونوں کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہے پھر اگلی آیت نے فرمایا

آیت نمبر 32۔ وَإِذَا غَشِيَهُمْ مَوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ فَلَمَّا نَجَّاهُمْ إِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُقْتَصِدٌ ۚ وَمَا يَجْحَدُ بِآيَاتِنَا إِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُورٍ

ترجمہ۔ اور جب (سمندر میں) اِن لوگوں پر ایک موج سائبانوں کی طرح چھا جاتی ہے تو یہ اللہ کو پکارتے ہیں اپنے دین کو بالکل اسی کے لئے خالص کر کے، پھر جب وہ بچا کر انہیں خشکی تک پہنچا دیتا ہے تو ان میں سے کوئی اقتصاد برتتا ہے، اور ہماری نشانیوں کا انکار نہیں کرتا مگر ہر وہ شخص جو غدّار اور ناشکرا ہے

وَإِذَا غَشِيَهُمْ مَوْجٌ اور جب ان پر چھا جاتی ہے موج **غَشِيَه** کے معنی کیا ہوتے ہیں چھا جانا،، ڈھانپ لینا تو جب ان پر موجیں یا موج چھا جاتی ہے **كَالظُّلَلِ** سائبان کی طرح بادل کی طرح **(ظ ل ل)**کے معنی کیا ہوتے ہیں جیسے سایہ ہے تو اس پر موج جو ہے سائبانوں کی طرح چھا جاتی ہے **دَعَوُا اللَّهَ** تو وہ پکارتا ہے اللہ کو اب مصیبت آئی کشتی آرام سے چل رہی تھی وہ بھی مست تھا مصیبت آئی طوفان میں کشتی گھر گئی اب وہ پکارنے لگا اللہ کو اب وہ بتوں کو نہیں پکار رہا اب اللہ کو یاد کرنے لگا **مُخْلِصِينَ** مخلص ہو کر ، سارے جو گھروندے تھے شرک کے وہ سب ڈھے گئے ہیں اب **مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ** تو اپنے دین کو اس کے لئے خالص کر کے نہایت خلوص کے ساتھ اب اس کا یقین یہ ہے کہ وہ اللہ ہی کو پکارنے لگتا ہے معنی کیا ہیں کہ جو سارے زمینی بت تھے وہ ذہنوں سے نکل گئے ہیں آسمانی الہ کو پکارنے لگا ایک اللہ کو وہ پکار رہا ہے بڑی عجیب بات ہے کہ سائبانوں کی مانند اٹھنے والی موجیں جو ہیں انہوں نے اس کو ڈھانپ لیا اب اللہ یاد آیا ہے اب وہ صرف ایک اللہ سے فریاد کر رہا ہے اور **لَهُ الدِّينَ** دین کے معنی کیا ہیں؟ زندگی گزارنے کا طریقہ اور پھر یہ کہ واقعی تو روز جزا کا مالک ہے پھر یہ کہ واقعی دنیا میں جو قانون ہے جیسے کسی بادشاہ کا قانون ہے اس کے لئے بھی آتا ہے تو سب کچھ اس کے لئے خالص کر دیتا ہے دین کو اللہ کے لئے خالص کر کے **فَلَمَّا نَجَّاهُمْ** پھر جب اللہ تعالی اس کو نجات دے دیتا ہے بچاتا ہے **إِلَى الْبَرِّ** خشکی کی طرف **فَمِنْهُمْ مُقْتَصِدٌ ۚ** تو پھر ان میں سے کوئی اقتصاد

برتتا ہے **مُقْتَصِدٌ** کے کیا معنی ہیں ؟ جیسے میں نے آپ کو بتایا ہی تھا **(ق ص د)** کے معنی میانہ روی کے بھی ہوتے ہیں اور جیسے درمیانی روش پر چلنا۔ **اقتصاد** کے بارے میں مفسرین کیا کہتے ہیں یا تو اس کو **توسُّط** اور اعتدال کے معنی میں لیا جائے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ لوگ جو پہلے سمندر میں تھے شرک کر رہے تھے جب طوفان آتا ہے تو پھر وہ شرک کی اس شدت پر قائم نہیں رہتے بلکہ کیا کرتے ہیں کہ اب وہ شرک کرنا چھوڑ دیتے ہیں درمیانے راستے پر آ جاتے ہیں اور درمیانہ راستہ کونسا ہے اسلام کا راستہ ہے پھر اسی طرح اقتصاد کو بعض لوگ راست روی کے معنی میں بھی لیتے ہیں ، راست روی کے معنی کیا ہوتے ہیں کہ وہ سیدھے راستے پر آ جاتے ہیں وہ شرک کا راستہ چھوڑ کر صراط مستقیم کا راستہ اختیار کر لیتے ہیں **مُقْتَصِدٌ** پہلے آپ دیکھیں کہ کفر کر رہے تھے شرک کر رہے تھے لیکن جب سمندر کی لہروں میں پھنس گئے تو کفر کی بجائے وہ مسلم ہو گئے یہ ہے راست روی اب انہوں نے کہا کہ ایک اللہ کی بندگی کرنی ہے جیسے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ مسلمان ہو گئے اور مکہ کے جو مشرک تھے وہ کیا کرتے تھے پھر ایک اللہ کو پکارتے تھے جب اللہ تعالیٰ ان کو خشکی پہ پہنچا دیتا تھا پھر شرک کرنے لگتے تھے یہاں پر یہ دونوں رویے ان کے بتائے گئے ہیں کہ بعض لوگوں نے **مُقْتَصِدٌ** کے معنی عہد کو پورا کرنے والے کے لئے ہیں۔ اچھا پھر کیا عہد انہوں نے کئے ؟ وہ کہتے تھے کہ اچھا اب ہم مسلمان ہو جائیں گے پھر وہ وعدہ کرتے تھے کہ نہیں بس ایک اللہ کی پوجا کریں گے اب شرک نہیں کریں گے لیکن ہوا کیا کہ جب وہاں سے باہر نکل آئے تو پھر وہ شرک کرنے لگ گئے تو بہرحال مفسرین نے اس کو نمبر 1. **توسُّط** اور اعتدال کے معنی میں لیا ہے۔ نمبر 2. راست روی سیدھے راستے پر چلنے کے معنی میں لیا ہے۔ نمبر 3. عہد کو پورا کرنے والا اس کے معنی میں لیا ہے تو بات ایک ہی ہے ان سب کا نچوڑ ایک ہی ہے کہ وہ کیا کرتے ہیں راست روی پر سیدھے راستے پر آ جاتے ہیں **مُقْتَصِدٌ** یہاں پہ اسم فاعل ہے یہ **باب افتعال** سے ہے **اِقْتِصَادٌ** اس کا مصدر ہے اس کے معنی کیا ہیں کہ برتتے ہیں۔ **وَمَا يَجْحَدُ بِآيَاتِنَا إِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُورٍ** اور نہیں انکار کرتے ہماری آیات سے **يَجْحَدُ** بھی انکار ہے اور **كَفَرَ** بھی انکار ہے تو **كَفَرَ** کی بجائے **يَجْحَدُ** کیوں آیا ؟ **جَحَدَ** ہوتا ہے حقیقت کو ماننے کے بعد پھر انکار کرنا علم رکھنے کے بعد پھر انکار کرنا مان گئے تھے سمندر کی طغیانیوں کو پھر انکار کیا تو نہیں انکار کرتے ہماری نشانیوں سے **إِلَّا كُلُّ** مگر ہر وہ شخص **خَتَّارٍ** یہ بھی **فَعَّالٌ** کے وزن پر مبالغے کا صیغہ ہے **(خ ت ر)** اس کے معنی کیا ہوتے ہیں دھوکہ دینا بری طرح بے وفائی کرنا مسلسل بے وفائی کرتے جانا اب آپ دیکھیں کہ **خَتَّارٍ** کا متضاد کیا ہے **صبارٍ** وہ صبر کرتے ہیں لیکن یہ کیا کرتے ہیں غداری کرتے ہیں اور **كَفُورٍ** کا متضاد کیا ہے **شكورٍ** آپ دیکھیں کہ انداز بھی ایک جیسا ہے وزن بھی ایک جیسا ہے **خَتَّارٍ فَعَّالٌ** کے وزن پر ہے اور **كَفُورٍ** یہ **شَكُورٍ** کے وزن پر ہے فَعُوْلٌ کے وزن پر مبالغے کا صیغہ ہے دونوں کے لئے آتا ہے تو کیا ہے کہ ہر وہ شخص جو غداری کرنے والا ہے، ہر وہ شخص جو کہ ناشکری کرنے والا ہے تو مراد یہ ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی ناشکری کرتے ہیں بے وفائی کرتے ہیں عہدوں کو پورا نہیں کرتے اب ان کو صبر کرنا چاہئے تھا توحید پر جمنا چاہئے تھا لیکن انہوں نے غداری کر دی اور ان کو ایمان لانا چاہئے تھا ان کی زندگی میں شکر آنا چاہئے تھا لیکن وہ کفر کرنے والے بن گئے تو ایسے عجیب لوگ ہیں کہ آزمائشیں ان کی زندگی میں انقلاب نہیں لاتیں، تبدیلی نہیں لاتیں۔